کال بیل

نور شاہ

14۔لل دید کالونی،غوری پورہ لنک روڈ،راولپورہ،سرینگر(کشمیر) موبائل: 9906771363

میں اپنی نئی کہانی کے خدوخال سنوار رہی رہا تھا کہ میری انگلیوں کی جنبش رُک سی گئی اور میرا قلم تھم سا گیا۔ باہر کال بیل بار بار بج رہی تھی۔ میں کمرے سے باہر آیا۔ گھر کے لان کے قریب ایک جوان عمر لڑکی بے تاب نظروں سے دروازے کی جانب دیکھے جارہی تھی۔

''کیابات ہے؟'' میں نے پوچھا۔

''بابو جی کچھ دیجیے....میری مدد کیجیے۔''

میں نے اُس کی جانب اپنی کھلی کھلی نگاہوں سے دیکھا۔ یوں تو اُس نے اپنے جسم کو کشمیری طرز کے لباس میں چھپا رکھا تھا لیکن اُس کے چہرے کی رنگت، چہرے کی بناوٹ اور لب ولہجہ اس بات کی گواہی دے رہے تھے کہ وہ کشمیری نہیں ہے۔

''معاف کرو بی بی، گھر میں کوئی نہیں ہے۔''

''آپ تو ہیں۔''

''ہاں میں تو ہوں۔''

''کوئی زبردستی ہے کیا'' میں نے کہا۔

''نہیں زبردستی نہیں ہے لیکن....!!''

''لیکن کیا؟''

''شام اُترنے والی ہے اور میں اپنے گھر نہ جاسکی تو....تو رات....؟

''رات کو کیا؟'' میں نے اُس کی بات کاٹتے ہوئے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''آپ کے یہاں رُکنا پڑے گا رات بھر۔'' اُس نے ٹھہراؤ بھرے لہجے میں کہا:

''یہاں....میرے ہاں....رات بھر؟''

''جی ہاں آپ پچاس روپے دیجیے میں گھر چلی جاؤں گی....ابھی گاڑی مل سکتی ہے، دور جانا ہے نا....بہت کرایہ لگتا ہے....ورنہ رات بھر...!!''

میرے افسانوی ذہن میں ایک عجیب سی، اَن دیکھی سی، انجان سی افسانوی تحریر اُبھرنے لگی....گھر....اکیلا پن....خاموش اور پھر شام بھی اُترنے والی ہے؟''

''بابو جی کیا سوچ رہے ہیں آپ...اندر آؤں یا آپ....!''

''رُک جاؤ۔''

میں کمرے کے اندر چلا آیا اور اپنے پرس سے پچاس روپے کا نوٹ نکال کر باہر لوٹ آیا۔

''یہ لو اور چلتی بنو۔''

پچاس روپے کا نوٹ تھامے وہ مسکراتے ہوئے دروازہ کھول کر باہر چلی گئی۔ اس کے جاتے ہی اچانک میری سوچوں کی صحرا میں پیاس کی شدت بڑھنے لگی۔ جانے والی شاید میرے لیے بادل کا روپ اپنا کر آئی تھی۔ بادل برسے گا بارش آئے گی اور آہستہ آہستہ میرے وجود کی دھرتی سیراب ہوگی— میں نے لان پار کر کے دروازہ کھولا شاید یہ جاننے کے لیے کہ کیا وہ واقعی چلی گئی ہے یا لوٹ کر آئے گی رات بھر رُکنے کے لیے میرے یہاں....!

وہ گلی میں موجود تھی، لیکن اکیلی نہ تھی۔ ایک جوان جوان سا ہم عمر لڑکا ساتھ میں کھڑا تھا۔ وہ پچاس پچاس کے نئے پرانے نوٹ گننے میں مصروف تھا۔

دفعتاً ایک آواز میرے کانوں سے ٹکرائی۔

''چندو۔ یہ بستی بڑی زرخیز لگتی ہے۔ میں لمحہ گن رہا تھا۔ صرف چالیس منٹوں میں گھر جانے کے بہانے ابھی تک تم ساڑھے تین سو روپے کی کمائی کر چکی ہو۔''

''وہ تو ہے۔''

''لیکن۔''

''لیکن کیا۔''

''سوچ رہا ہوں۔''

''کیا سوچ رہے ہو، بتا بھی دو نا۔''

''سوچ رہا ہوں کہ اگر کوئی تمھیں روپے نہ دیتا بلکہ رات بھر کے لیے تمھیں اپنے ہاں جگہ دیتا تو....ہم!''

چندو کا جواب سننے سے پہلے ہی میں نے دروازہ بند کرلیا اور اپنے کمرے کے اندر چلا آیا۔ بہت دیر تک رات گئے تک سوچتا رہا، جلتا رہا....بجھتا رہا، دھوئیں کے فرغولوں میں اس سوال کا جواب تلاش کرتا رہا اور جب میں نے دوبارہ قلم تھام لیا لکھنے کے لیے تو مجھے لگا جیسے میری کہانی کا موضوع ہی بدل چکا ہے اور میں نہ جانے حیراں حیراں سا کیوں اور کس کہانی کی دھوپ چھاؤں کے درمیان لٹک رہا ہوں۔ میری اپنی کہانی شاید رات کے سناٹوں میں بکھر بکھر کر گم ہو چکی تھی، لیکن میں کال بیل بجنے کی آرزو میں رات بھر جاگتا رہا—!! ○○